کادیانی کی جوڈیشیل مقدمہ میں شکست

یا

عیسائیوں کی باہمی دوسری جنگ مقدس میں عیسائیوں (مرزائیوں) کو شکست

اور پھر کمال جرٔت اور دلیری سے اُن کا دعویٔ فتح ونصرت

اور

اس جنگ میں بعض مسلمانوں کی کشش وکشمکش اور اُن کی مجبورانہ شراکت

انٹروڈکٹری نوٹ

(یعنی وہ تذکرہ جس سے معلوم ہو کہ جنگ کے دونو فریق کون کون عیسائی تھے۔ اور یہ جنگ مقدس کیونکر ہو گئی؟؟)

اس سے پیشتر کہ ہم اس جنگ میں نئے عیسائیوں کی شکست اور اسمیں مسلمانوں کی کشش وکشمکش وشراکت کی بابت کچھ کہیں یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ اپنے ناظرین کو اس جنگ کے دونو فریق کا انٹروڈیوس (تعریف یا تعریفی ملاقات) کرادیں اور اس جنگ کی وجہ تسمیہ بتادیں کہ یہ جنگ مقدس کے نام سے کیوں موسوم ہوئی۔ اور کس نے کی۔

حضرات! فریق جنگ ایک تو سچے اور مُردوں کو زندہ کرنیوالے حضرت مسیح بن مریم (علے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پیرو عیسائی گورنمنٹ ہے جو بوسطہ اپنے پیروکار

ہنری مارٹن کلارک میدان جنگ میں اُتری تھی - دوسرا فریق جھوٹا - او خونی مسیح زندہ کو مارنے والا - اور اسپر فخر سے یہ کہنے والا - ۵۰ درکوئی نیک نامی مارا گذر زندہ ونہ ۲ گر تو نہ پسندی تغییر کن قضارا + کیا دلا ثانی دجال زمانی مرزا غلام احمد کادیانی - اور اُسکی امت ہے جو نئے عیسائی مرزائی کہلاتی ہیں - اور وہ بڑی جمعیت اور ٹھاٹھ کے ساتھ پنجاب کے اکثر شہرون لاہور - گجرات - جہلم - وغیرہ سے آکر گورنمنٹ اور دیگر عیسائیون کے مقابلہ کے لیئے بٹالہ میں جمع ہوئے تھے - یہہ فریقین جنگ کی تعریف ہے - اب وجہ تسمیہ سُنو - درحقیقت تو یہ مقابلہ و مقدمہ جوڈیشل تھا - مگر دجال کادیانی نے اپنے گروہ اور ناواقف مسلمانون کو اشتعال دلانے کی غرض سے اُسکو مذہبی جنگ بنالیا - اور اپنے ایک نائب الدجال کی قلم سے جسکا نام لینا ہمارے لیئے موجب ننگ و عار ہے اُسکا نام جنگ مقدس رکھکر ایک پمفلٹ کی صورت میں اُسکو چھاپنا شروع کردیا - ان ہی کی اصطلاح کی پیروی و اتباع سے ہمنے بھی اُسکا نام جنگ مقدس رکھا - ورنہ ہمارے نزدیک ایک جوڈیشل مقدمہ ہے - نہ مذہبی جنگ -

اس تعریف فریقین کو سنکر ناظرین جنھون نے ہمارے مضمون "عیسائیون کے باہمی جنگ مقدس پر اسلامی رائے" اشاعۃ السنہ نمبر ۷ جلد ۱۶ میں نہ دیکھا ہو تعجب سے یہ سوال کرینگے کہ اتباع کادیانی تو اس معنے سے عیسائی ہوئے - کہ وہ جھوٹے عیسی و خونی مسیح کی امت ہے - خود بدولت دجال صاحب جو فریق مقابل گورنمنٹ کے کہلائیں و رئیس ہیں - کیونکر عیسائی کہلانے کے مستحق ہوئے - وہ تو خود عیسے ہیں - پھر وہ عیسائی کیونکر کہلا سکتے ہیں - اور اپنی ہی ذات کیطرف اُنکی نسبت کیونکر جائز ہے -

حضرات اُنکے باوجود خود عیسے ہونے عیسائی کہلانے کی وجہ ایک اور ہے - جو ذیل میں معروض ہوتی ہے - ناظرین اُسکو سنین گے تو ایسے داد دینگے - اور دجال صاحب بھی اسپر کچھ انعام عطا کرینگے -

حضرات دجال کادیانی اگرچہ درحقیقت کوئی مذہب نہیں رکھتا۔ اور وہ لامذہب باطنیہ۔ دہریہ ہے اور اُسکا ایک مدت سے دعوئے مسلمانی کرنا اور اسلام کی حمایت و نصرت میں مخالفین اسلام کے مقابلہ کا دم بھرنا محض دام تزویر ہے جس سے عقل کے اندہے۔ اور گانٹھ کے پورے مسلمانوں کو پھنسانا۔ اور ان سے ٹکے وصول کرکے عیش اوڑانا اس کا مقصود ہے۔ مگر تاہم مذاہب مشہورہ سے اُسکو کچھ نسبت و مناسبت ہے۔ تو صرف عیسائی مذہب سے ہے۔ کیونکہ جیسا کہ عیسائی مذہب میں حضرت عیسے کو خدا کا بیٹا مانا جاتا ہے۔ اور تثلیث وکفارہ کا اعتقاد اس مذہب کا جز ہے۔ ایسا ہی دجال کادیانی اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہے اور ایک معنے سے تثلیث پر (اُسکو پاک کھلکر) اور ایک قسم کے کفارہ پر اعتقاد رکھتا ہے۔ اسکا رسالہ فتح اسلام صفحہ ۱۶ و توضیح مرام صفحہ ۲ ناظرین ملاحظہ فرمائینگے۔ تو ہمارے اس بیان پر یقین لائینگے جنکو اس امر کا علم ہے کہ اہل اسلام میں سلف سے خلف تک کوئی ایک بھی ایسا نہیں گذرا جس نے خدا کے کسی پیارے کو دینی ہو خواہ فرشتہ خدا کا بیٹا کہا ہو۔ یا تثلیث کو پاک بناکر اور کفارہ کو تجویز کیا مسلمان کہلاکر یہ کام کادیانی ہی نے کیا ہے۔ اسلئے ہم نے اگر بطور تشبیہ و مماثلت اُسکو عیسائی کہا ہے۔ تو یہ اسکے حال پر ہماری کمال مہربانی ہے۔ اسیوجہ سے ہمنے پہلے جنگ مقدس میں جو ۱۸۹۳ء میں امرتسر اور اسکے بڑے بھائیوں عیسائیوں ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک و عبداللہ آتہم وغیرہ میں ہوئی تھی۔ اور حال کے جوڈیشل جنگ میں جسکو اُسنے مقدس بنالیا ہے عیسائی کہا ہے۔ اور ان جنگوں کو عیسائیوں کے باہمی جنگ سے قرار دیا ہے۔ اب جسکو اسیوجہ کو ہمارے ناظرین داد دینگے۔ انٹروڈیوس ہوچکا۔ اب اصل مدعا کیطرف رجوع کیا جاتا ہے۔

جنگ کی کیفیت و رامسین پر اعیسان (مرزائیون) کو شکست

اس جنگ کی تفصیل بیان کرنا اور پھر کسی جانب کی تائید کرنا ہمکو پسند و منظور نہیں ہے

کیونکہ نہ ہمکو کسی فریق سے مذہبی ہمدردی ہے - اور نہ اُسکی وجہ سے طرفداری کا خیال ہے - اور نہ اصل واقعات جنگ کی نسبت ہمکو خارجی علم اور ذاتی واقفی ہے - اور نہ عدالت میں بیانات واظہارات فریقین پر ہمکو پورا بھروسہ واعتماد ہے - اسلیئے ہم اس واقعہ کی نسبت پوری پوری رائے ظاہر نہیں کر سکتے - اور اسی وجہ سے اس کی پوری تفصیل کیفیت بیان کرنا بھی فضول جانتے ہیں -

ہان دفع انتظار ناظرین کی غرض سے مجمل کیفیت بیان کرتے ہین - کہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک میڈیکل مشنری امرتسر نے پولیس میں رپورٹ کی - کہ ایک شخص عبد الحمید نامی کادیانی کی طرف سے میرے قتل یا نقصان کے لئے مامور ہو کر میرے پاس آیا تھا - جسپر سرکار مدعی ہو گئی - اور ڈاکٹر کلارک سرکار کیطرف سے پیروکار اور کادیانی ملزم ومستغاث علیہ ٹھرایا گیا - اور پہلے مجسٹریٹ امرتسر کی کچہری میں بذریعہ وارنٹ ضمانتی چالیس ہزار روپیہ اُسکا حاضر ہونا تجویز ہوا - پھر مجسٹریٹ ضلع گورداسپور کی کچہری میں بذریعہ سمن طلب ہو کر بمقام بٹالہ ضلع گورداسپور حاضر عدالت مجسٹریٹ ہوا - اور مقدمہ کی تحقیقات شروع ہوئی - عبد الحمید مذکور نے دو نو مجسٹریٹون (مجسٹریٹ امرتسر و مجسٹریٹ گورداسپور) کے سامنے بیان ڈاکٹر کلارک کی تائید کی - اور جبتک کہ وہ مشنری عیسائیون کے ہاتھ میں رہا - اسپر پختہ وقائم رہا - جب وہ ڈسٹرکٹ پولیس گورداسپور کی تحویل میں گیا - تو وہ پھر اپنے بیان سے پھر گیا - اور صاف بول اٹھا کہ مجھے عیسائیون نے بہکایا - اور سکھایا تھا - کہ میں ایسا بیان کرون - جسپر مجسٹریٹ کو اشتباہ ہو گیا - اور کادیانی الزام قتل سے بری کیا گیا -

اسکے اس تبدیل بیان کی وجہ جو لوگ بیان کرتے ہیں - ہم اُسکو تحریر میں نہیں لا سکتے جو سُننے کے شایق ہون وہ بٹالہ ضلع گورداسپور میں آئین - اور اس کی عام گلی کوچون میں سے سُن لیں -

اسی نظر سے ہم ان بیانات کو مشتبہ کہتے ہیں - اور اُنکی نسبت اپنی قطعی رائے ظاہر

نہین کرسکتے۔ کہ فریقین سے کون حق پر ہے۔ اور کون ناحق پر۔ ہان یہ کہتے ہیں کہ جس فریق نے جھوٹ بولا ہے۔ وہ دنیا میں لعنت اور آخرت مین جہنم کا مستحق ہوگیا ہے۔ اور جو سچا ہے وہ دنیا مین آفرین اور آخرت مین اجر کا مستحق ہے۔

ہرچند کادیانی اسمقدمہ میں الزام قتل سے بری کیا گیا ہے۔ مگر مجسٹریٹ ضلع نے اُس کے مشن کو اس سے چھین لیا۔ اور اُسکی نبوت کو ختم کردیا۔ اور اُسکے الہاموں کو مخرج پر آہنی میخ یا فولادی بولٹ کا ڈاٹ لگا کر الہامی گو۔۔۔ کو بند کردیا۔ اور اس سے عہد لے لیا اور لکھوا لیا کہ وہ آیندہ فتنہ انگیز اور اشتعال خیز الفاظ (جنمین اس کے ڈرانیوالے الہامات بھی داخل ہین) تحریرات ومباحثات میں استعمال نہ کریگا۔ اور اُنکی اشاعت عمل مین لائیگا۔ یہ بات اسکے اخص مریدون اور وکیلون نے شائع کی ہے۔ اور بعض اخبارات میں بھی مشتہر ہوچکی ہے[لہ] جس سے اُسکو پوری شکست ہوئی۔ اور اُسکے مقابل عیسایون بلکہ محمدیون اور دیگر مذاہب کے اُسکے مخالفون کو جنکو وہ ایسے الفاظ سے ڈرایا۔ اور دہمکایا کرتا تھا۔ اسپر عظیم فتح حاصل ہوئی۔ اب وہ بے دست و پا ہوگیا ہے۔ اور اُسکو الہامی قبض لاحق ہے اَب الہامی۔۔۔ زبند ہین اور ان الہامات کو پر لگانے اور اوڑانے والا پریس قادیان میں معطل پڑا ہے۔ صاحب مجسٹریٹ ضلع اِس سے نبوت اور الہامات کو چھین کر اسکو یہ شکست فاش نہ دیتا تو وہ الزام قتل سے بری ہونے کے وقت سے اسوقت تک اپنے جملہ مخالفون اور مخاطبون کو صدہا ڈرانے والے الہامات کو سُنا کر زمین و آسمان کے قلابے

لہ اخبار جعفر زٹلی ۲۸۔ ستمبر ۱۸۹۷ء میں عنوان ”کادیانی کی پردہ دری“ قایم کرکے لکھا ہے:“ مرزا کادیانی نے ڈپٹی کمشنر کے روبرو اقرار کرلیا ہے۔ بلکہ دستخط کردیے ہیں کہ میں آیندہ کوئی پیشگوئی نہیں کرونگا۔ اور کسیکو موت کا پیغام بھیجکر ڈرانے اور دہمکانے کی کوشش نہین کرونگا۔ اور کوئی ایسی تحریر میری طرف سے شایع نہ ہوگی۔“

ملا دیتا۔ اور ہزاروں نئے جانوروں (عقل کے اندھوں اور گانٹھ کے پوروں) کا شکار کرتا اور بیسوں رسالے اور صدہا اشتہارات شایع کر دیتا۔ اسوقت سے اسوقت تک جو وہ چھپ ہے اور ایک آدھ دفعہ بولا ہے تو برعکس روش قدیم یہی بولا ہے کہ آیندہ میں کسی کے حق میں ڈرانے والے الہام شایع نہ کرونگا۔ اور کسی کی دل آزاری بھی نہ کرونگا۔ آیندہ میرے مرید بھی کسی کی دل آزاری نہ کریں۔ نرمی اور تہذیب سے کام لیں ورنہ وہ مجھ سے جدا ہو جائینگے تو اسکی وجہ وہی شکست فاش ہے جسکی جگہ وہ خداترسی و نرم دلی کو اختیار کرنا وجہ بیان کرتا ہو۔ اور اس بیت کا مصداق بنگیا ہے ۔ زاہد نداشت تاب وصال پری رخان ٭ کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت ٭ مگر اے حضرات ناظرین اسکی اور اسکے بعض اتباع کی جرأت و دلاوری وحیا و شیر بہادری کو دیکھو کہ وہ اس شکست کو فتح مشہور کر رہے ہیں۔ اور الزام قتل سے برات کو فتح بنا بیٹھے ہیں۔ اور انکی مشن اور نبوت کے حکما بند ہو جانیسے (جو انکو ہزیمت حاصل ہوئی ہے۔) اُسکو شیر مادر کیطرح غٹ غٹ کر کے نوش کر گئے ہیں۔ اور اُسکا ڈکار بھی نہیں لیتے۔ بلکہ برعکس یہ مشہور کر رہے ہیں کہ ڈرانے والے الہامات کی اشاعت کو ہمنے اپنی مرضی سے بند کر دیا ہے۔ عدالت مجسٹریٹ سے اُسکی ممانعت کا کوئی حکم نہیں ہوا۔ چنانچہ ان دروغگویونکے امام کادیانی اپنے اس اشتہار کے صفحہ ۹ میں جسکو ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء کو اُسنے چھپا کر مشتہر کیا ہے۔ اور [illegible] پریس کا نام (جس میں وہ اشتہار چھپایا ہے) درج نہیں کیا۔ لکھا ہے "مگر چونکہ باوجود اجازت دینے کے پھر ڈاکٹر کلارک صاحب نے ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔ اور اصل واقعات کو چھپایا۔ اس لئے آیندہ میں پسند نہیں کرتا کہ ایسی درخواستوں پر کوئی انذاری پیشگوئی کیجاوے۔ بلکہ آیندہ ہماری طرف سے یہ اصول رہیگا کہ اگر کوئی ایسی انذاری پیشگوئی کے لئے درخواست کرے تو انکی طرف ہرگز توجہ نہیں کیجائیگی جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کیطرف سے پیش نہ کرے۔" پھر اسکے حاشیہ میں آپنے لکھا ہے "بعض ہمارے مخالف جنکو افترا اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ لوگوں کے پاس کہتے ہیں کہ

صاحب ڈپٹی کمشنر نے آئندہ پیشگوئیوں سے سخت ممانعت کی ہے۔ سو واضح رہے کہ یہ باتیں سراسر جھوٹی ہیں۔ ہمکو کوئی ممانعت نہیں ہوئی۔ اور عذابی پیشگوئیوں میں جس طریق کو ہمنے اختیار کیا ہے یعنے رضامندی لینے کے بعد پیشگوئی کرنا۔ اس طریق پر عدالت اور قانون کا کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پر جاننے والے جان گئے اور تاڑنے والے تاڑ گئے ہیں کہ آپ کی خلوت نشینی وعزلت گزینی یعنے آئیندہ انذاری پیشگوئی سے کف لسانی اور نرم زبانی کا دعدۂ شل شتر لبی از بے چاوری اور اس بیت کا مصداق ہے جو اوپر ہمنے نقل کیا ہے۔

مجسٹریٹ ضلع آپکو اس سے نہ روکتا تو آپ کبھی نہ رکتے مجسٹریٹ صاحب کا آئندہ فتنہ انگیز وشتعال خیز الفاظ سے جنمیں انذاری پیشگوئیاں بھی داخل ہیں آپ سے عہد لے لینا آپ کے اعترافات وعبارات آئیندہ سے روز روشن کیطرح عیان ہے۔ مگر بحکم آنکہ دروغگو را حافظہ نباشد۔ آپ کو اپنی کلام کا بعد ما سبق کچھ یاد نہیں رہتا۔ لیجیے ہم آپ کو یاد دلاتے ہیں۔ اور آپکی اصل عبارات نقل کرتے ہیں

اسی اشتہار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء میں بصفحہ ۱۱۔ آپ فرماتے ہیں "جیسا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ پر مجھے ہدایت کی ہے کہ آئیندہ اشتعال کو روکنے کے لئے مباحثات میں نرم اور مناسب الفاظ استعمال کئے جاویں۔ میں اسپر کاربند رہنا چاہتا ہوں۔ اور اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنے تمام مریدوں کو جو پنجاب وہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت رکھتے ہوں نہایت تاکید سے سمجھاتا ہوں کہ وہ بھی اپنے اپنے مباحثات میں اس طرز کے کاربند رہیں۔ اور ہر ایک سخت اور فتنہ انگیز لفظ سے پرہیز کریں" پھر اس اشتہار ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۳ میں آپ کہتے ہیں۔ اور یاد رہے کہ یہ اشتہار مخالفین کے لئے بطور نوٹس ہے۔ چونکہ ہم نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے عہد کر لیا ہے کہ آئیندہ سخت الفاظ سے کام نہ لینگے۔ اسلئے حفظ امن کی تکمیل کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے تمام مخالف بھی اس عہد کے کاربند ہوں۔"

اب ہم کادیانی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اس عہد میں جو سخت الفاظ اور ہر ایک سخت اور

فتنہ انگیز لفظ آپنے بولا یہ اندازی پیشگوئی کو شامل ومحیط ہے یا نہیں ہے۔ ہے تو انہون نے کیا اقرار کیا جنہون نے کہا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے آپکو اندازی پیشگویون سے منع کردیا ہے۔ اور اگر وہ لفظ اندازی پیشگویوں کو شامل نہیں تو پھر آپنے اندازی پیشگویوں کیوں بند کر رکھا ہے۔ آپ کو روک نہیں ہوئی۔ تو انفصال مقدمہ کی تاریخ سے اسوقت تک کوئی تو الہامی گولہ چلادیا یا چھوڑ دیا ہوتا۔ اگر آپ کی طبیعت اور عادت اُسکو پسند نہیں کرتی تو جیسا کہ صفحہ (۱۱) اشتہار مذکورہ میں آپ نے دعوے کیا ہے۔ تو پہلے یہ طبیعت اور عادت کہان چلی گئی تھی اور اگر اخلاق اور تہذیب مانع ہے جسکا آپ اس اشتہار کے صفحہ ۱۰ و ۱۱ میں دعوے کرتے ہین تو پہلے اس تہذیب و اخلاق کو کون لے گیا تھا۔ اور اگر قانون عدالت مانع ہے جن سے آپ اس اشتہار کے حاشیہ صفحہ ۹ میں ڈرتے ہین تو پہلے وہ قانون کہان تھا۔

ان سب موانع کے موجود ہونے کے ساتھ اپنے تمام الہامی زندگی اور پوری پیغمبری عمر کو انہیں اندازی الہامون میں صرف کیا ہے۔ تو آپکا اس سے یکایک رُک جانا اور بذریعہ تحریر بار بار عدالت اور گورنمنٹ سے عہد کرنا۔ اور اپنے مریدوں کو وہ عہد یاد دلانا صاف یقین دلاتا ہی کہ یہ روک مجسٹریٹ ضلع کے حکم اور اس عہد کا جو اُسکے سامنے آپنے کیا ہے) نتیجہ ہے۔ اور مجسٹریٹ ضلع آپکے ملہم سے زبردست اور غالب نکلا۔ جسنے آپکے الہامات پر آئندہ کیلئے قفل یا ڈاٹ لگا دیا۔ اور آپ کی نبوت کو آپ سے چھین لیا۔ اِس سے اہل فہم و بصیرت نے یقین کرلیا ہے۔ کہ آپنے باوجود بری ہوجانے کے الزام قتل سے اس جنگ مین شکست فاش پائی۔ اور پھر آپ کا اس شکست کو فتح مشہور کرنا۔ آپ کی دلیری اور بہادری ہے۔ جو آپ جیسے ملہمون کا ہی خاصہ ہے یہ اس جنگ میں مرزائیوں کی شکست۔ اور پھر جھوٹا دعوے فتح و نصرت کا بیان و ثبوت پورا ہوا۔ اب اس مقدمہ مین بعض مسلمانون کی کشمکش و کشش و مجبورانہ شراکت کو بیان کیا جاتا ہی پس واضح ہو کہ منجملہ ان مسلمانوں کے جنکو اس مقدمہ میں مجبورانہ کشش ہوئی۔ ایک یہ

خاکسار راقم مضمون ہے جسکو مجبوراً اسمقدمہ میں صاحب مجسٹریٹ کی حکم طلبی نے بطور گواہ شامل کیا۔
عدالت میں پیش ہونے سے پہلے ۱۰ اگست ۱۸۹۷ء کو دجال کادیانی کا نائب وشاگرد دیگر جھوٹ بولنے اور اُسپر مواخذہ دنیوی اخروی کی شرم وخوف نہ رکھنے میں اُس کا اُستاذ ومرشد جس نے کیفیت مقدمہ کو بعنوان **دوسرا جنگ مقدس** چھاپا ہے۔ اور اس میں دروغ گوئی وافترا پردازی کو حد کمال تک پہنچا دیا۔ لہذا اس کے جواب میں ہماری طرف سے بجز لعنت اللہ علی الکاذبین کچھ کہنا اور کسی بات کے جواب سے اُسکو مخاطب کرنا مناسب نہیں (وروہ اس لائق ہی نہیں کہ ہم اسکو اپنا مخاطب بناویں) میری ہواخوری کے وقت سڑک پر مجھے ملا۔ اور بولا کہ اسمقدمہ میں ہمارے مرزا صاحب آپ کی شہادت پیش کرانے والے ہیں۔ اور یہ بھی کہا کہ سُنا ہے فریق ثانی بھی آپ کو گواہ لکھوایا ہے۔ مینے اُسکے جواب میں کہا کہ میرے پاس اسوقت تک کوئی سمن نہیں آیا۔ اور اگر عدالت نے مجھے طلب کیا تو مجھے شہادت دینے میں کوئی عذر نہ ہوگا کیونکہ جو بات میں اپنے رسالے میں لکھ چکا ہوں اُسکے بیان میں اور حق کے اظہار میں مجھے کیا عذر ہے۔ پھر ۱۳۔ اگست ۱۸۹۷ء کے ۱۲ بجے تک نہ میرے پاس کوئی سمن آیا۔ اور نہ مجھ کوئی پختہ خیال شہادت کا تھا۔ اس تاریخ ایک بجے قریب جبکہ میں نماز جمعہ پڑہنے کے لئے تیار تھا۔ میرے پاس ڈپٹی کمشنر کا چپراسی آیا۔ اور زبانی یہ پیغام لایا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر آپ کو یاد کرتے ہیں اُسکے ہاتھ میں کوئی سمن یا خط نہ تھا۔ اسیوجہ سے مجھے اسوقت تک معلوم نہ ہوا کہ فریقین میں سے کون مجھے گواہ بنانا چاہتے تھے۔ کس کی طرف سے گواہ بنایا گیا ہوں۔ اور کس نے مجھے طلب کرایا ہے۔ پیچھے کر معلوم ہوا کہ دجال صاحب کادیانی ہی میرے طلب کرانے کے موجب محرک ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے اسمقدمہ کو میرے ہی سر پر تھوپا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ یہ شخص میرا دشمن ہے اسی نے ترغیب ومشورہ دیکر اور تجویز کرکے یہ مقدمہ ناحق مجھ پر قائم کرایا ہے۔ ڈاکٹر کلارک پیرو کار سرکار نے اسکے جواب میں کہا کہ مین نے مولوی محمد حسین کو ۱۸۹۶ء سے کبھی نہیں دیکھا۔

اور نہ ملا پھر اُنکی ترغیب و تجویز کے کیا معنے اور اُن سے مشورہ لینا کیونکر ممکن تھا لھذا اس امر کے دریافت کرنے کیلئے عدالت نے مجھے بُلایا اس سے ناظرین خود سمجھ لینگے کہ مجھ عدالت میں کس نے بلوایا تھا۔ اور میں کس کا گواہ تھا۔ نماز جمعہ سے فارغ ہوکر میں چپراسی کے ساتھ عدالت کے دروازہ پر پھُنچا تو مینے اپنا وزاٹ کارڈ (ملاقاتی ٹکٹ) صاحبڈپٹی کمشنر کے پاس بھجوایا۔ صاحب نے اردلی کو حکم دیا کہ اُنکو بٹھاؤ۔ اور کرسی دو (یہ بات خاکسار کو ڈاکٹر کلارک کے خط سے اور زبانی پوچھکر معلوم ہوئی ہے) اُسوقت اردلی نے مجھے کرسی دیدی اور صرف یہ بات کہی کہ ہم نے آپ کا ٹکٹ دیدیا صاحب نے کہا ہے کہ بٹھاؤ۔) جب صاحبڈپٹی کمشنر پہلے گواہ کا اظہار لینے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے مجھے بُلایا۔ جب میں عدالت کے کمرہ میں داخل ہوا تو بلا توقف ایک منٹ کے میرا اظہار شروع ہوا۔ سوال حسب ضابطہ عدالت نام ولدیت قومیت وعمر کے بعد پہلا سوال مجھ سے یہ ہوا۔ کہ (۱) آپ مرزا غلام احمد کو جانتے ہیں۔ میری طرف سے اُسکا جواب ہاں میں جانتا ہوں۔ اور خوب جانتا ہوں۔

(۲) سوال اسنے کوئی پیشگوئی کی ہے۔ جواب ہاں بیس پچیس اشخاص کے حق میں پیشگویاں کی ہیں (دیکھو)

سوال انجام آتھم کے صفحہ ۲۴ پر جو عبارت درج ہے کہ جھوٹھ کی بیخکنی خدا کریگا۔ اُس کا مطلب کیا ہے۔

(ناظرین اس سوال سے ڈاکٹر کلارک صاحب کا مقصود تھا کہ شاید میں انکے اس دعوے کی تائید کرونگا۔ کہ اس عبارت میں انکے مارے جانے یا بیخکنی کیطرف اشارہ ہے۔ درانحالیکہ میرے خیال سے اس عبارت کا یہ مطلب نہ تھا۔ لھذا مینے ڈاکٹر کلارک کے مقصود کو پورا نہ کیا۔ اور اپنے ایمان اور صداقت سے کام لیکر اس سوال کا جواب دجّال کادیانی کے حقمیں مفید حسب ذیل دیا۔)

جواب۔ اُسکا مطلب یہ ہے کہ جھوٹ ضایع ہوگا۔ اس عبارت سے میں یہ نہیں سمجھتا کہ کوئی

خاص ذاتی دشمنی مرزا کی ڈاکٹر کلارک سی ہے۔
سوال۔ مرزا غلام احمد سے تمہاری موافقت ہے یا مخالفت۔
جواب۔ مرزا سے میری ذاتی کوئی مخالفت نہیں ہے۔ ہان مذہبی معاملات میں اس سے اتفاق نہیں۔
سوال(۵)۔ کیا مرزا فتنہ انگیز آدمی ہے۔ (یہ سوال ڈاکٹر کلارک نے کیا تھا۔)
جواب۔ بیشک وہ فتنہ انگیز آدمی ہے۔ اُسنے ہندو اور مسلمانون اور عیسائیون مین فتنہ کھڑا کر دیا ہے۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوگئے ہین یہ اُنکی تعلیم کا اثر ہے۔ اُسکی تعلیم یہ ہے جو آئینہ کمالات کے صفحہ ۶۰۲ مین اُسنے کی ہے۔ کہ" نافرمان انسان کی جان اور مال اُسکے ملک سے خارج ہوکر خدا کے ملک مین داخل ہو جاتے ہین۔ پھر جس کے ہاتھ سے خدا چاہے اُنکو تلف کرادے"۔ اور اشتہار متعلق حسین کامی سفیر روم مین اُسنے کہا ہے کہ" خدا تعالے نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانون میں سے مجھ سے علیحدہ رہیگا وہ کاٹا جائیگا۔ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ"
عبارت آئینہ کمالات اور اس عبارت اشتہار کا مطلب یہ ہے کہ نافرمان انسان خصوصاً جو مرزا سے جُدا ہے وہ کاٹے جانے کے لائق ہے جسکا اثر یہ ہے کہ اسکے پیروان اُسکے مخالفون کو کاٹنے کے لائق سمجھتے ہیں اور اُنکے خون کے پیاسے ہیں۔
عبارت آئینہ کمالات اُسوقت پڑھ کر سُنائی گئی۔ اور عبارت اشتہار متعلق سفیر روم بھی عدالت مین پڑھی گئی۔ مگر معلوم نہین عدالت نے اظہارات مین کیون عبارت آئینہ کمال کا حوالہ صفحہ درج کیا اور عبارت اشتہار متعلق سفیر روم کا ذکر تک نہ کیا۔
عبارت آئینہ کمالات کی نسبت کادیانی نے حسب عادت قدیمہ خود عدالت کے سامنے یہ تاویل کی ہے۔ کہ یہ بات حضرت موسیٰ کی حمایت اور اس الزام سے انکی برأت کیلئے لکھی گئی ہے۔ جو اُنپر لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ مصر سے نکلنے کے وقت فرعونیون کے زیورات و برتن لے نکلے تھے اور کادیانی نے کہا کہ کیا پیغمبر حضرت موسیٰ کو اس الزام سے بری نہ کیا جاتا۔ مینے اسلئے جواب مین

کہا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ (جسکو سنکر مجسٹریٹ صاحب مسکرائے) یہ عبارت اُسنے اپنے اوپر سے اس الزام کو اٹھانے کیلئے لکھی ہے۔ جو اسپر اشاعۃ السنہ نمبر (۱) جلد (۱۵) کے ص ۲۶ و ۳۷ لگایا ہے کہ کیا تمنے الہدیا طوایف کے خبیث مال زنا کی کمائی کے دو سو روپے نہیں لئے۔ اور کیا جو شخص ناجائز مال کہائے وہ خدا کا ملہم ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس الزام کو اُسنے آئینہ کمالات کے صفحہ ۶۰۰ میں نقل کیا ہے۔ اور پھر اسکے جواب میں یہ بات کہی ہے جو اس کتاب کے صفحہ ۶۰۱ سے نقل کی ہے۔

عدالت نے اس سوال وجواب کو درج اظہارات نہ کیا۔ اور صرف آئینہ کمالات کے دونو صفحات مذکورہ ص ۶۰۰ و ۶۰۱ کا حوالہ دیدیا۔

(مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر باوجودیکہ وہ پکے حنفی کہلاتے ہیں کادیانی (جو حنفیون اور اہلحدیث سب کا دشمن ہے) کی حمایت میں کھڑے ہوگئے۔ اور بولے کہ اس عبارت سے یہ بات نہیں نکلتی کہ کادیانی اور اسکے پیرو اُسکے مخالفون کی جان و مال کو معصوم و محفوظ نہیں سمجھتے۔ اور انکو کلٹنے اور تلف کرنے کے لائق سمجھتے ہیں۔ اس عبارت کو نقل کیا جائے تاکہ دنیا اسکا فیصلہ کرے۔ ہم نے اس عبارت کو استغاثہ میں اور ص ۱۵۲ میں اسی غرض سے نقل کر دیا ہے۔ اور ص ۲۶۳ میں اسکے معنی کی تشریح بھی کر دی ہے۔ اب ہمارے حنفی بہائی صاحب پلیڈر اس عبارت کی تشریح کسی اخبار میں کرکے دنیا کو سمجھادیں۔ کہ کیون اس سے وہ بات نہیں نکلتی جو ہمنے کہی ہے۔ ہمارے دوست پلیڈر صاحب اس عبارت کے ایسے معنے کسی اخبار میں بیان کرینگے تو ہم اُن کے شکر گذار ہونگے)۔

سوال (۵) محمدیون کے مذہبی خیالات سے آپ واقف ہیں۔

جواب۔ ہاں میں محمدیون کے مختلف مذہبی خیالات سے واقف ہون۔

سوال (۶)۔ ڈاکٹر کلارک مر جائین تو کیا مرزا کا اس سے فائدہ ہوگا۔

جواب۔ بے شک۔ ڈاکٹر کلارک مر جائین تو بیشک مرزا کا اس سے فائدہ ہوگا اس سے مرزا کی کرامت ثابت ہوگی۔

کیونکہ عبداللہ آتھم بعد میعاد مقرر کردہ کادیانی فوت ہوا تو بھی مرزا نے اسکو اپنی کرامت بنا- اور انجام آتھم میں لکھدیا ہے- کہ وہ میری پیشینگوئی کیمطابق فوت ہوا ہے-

حضرات ناظرین ! - اس جواب میں لفظ کرامت مثل میں موجود ہے (جس کی نقل حسب ضابطہ سرکاری اُسوقت ہمارے سامنے ہے) دجال کادیانی کے نائب نے اپنے جنگ مقدس کے نمبر ۳ میں میرے اظہارات کو چھاپا تو اُسمیں لفظ کرامت کو شراکت بنالیا- باوجودیکہ اسی پرچہ نمبر ۳ میں سوال نمبر (۲۰) کے جواب میں اس نے میرا صریح یہ قول نقل کیا ہے کہ میں مرزا کو لیکھرام کا قاتل نہیں کہتا اور نہ اسکی سازش کا قائل ہوں- صرف نشان دہی کا ذمہ دار ٹہراتا ہوں اس احمق نائب دجال کو یہ خیال نہ آیا کہ وہاں تو میں نے دعوے سازش کی نفی اس گواہ سے نقل کی ہے- پھر یہاں کرامت کا شراکت بنالینا کیا فائدہ دیگا- اور مثل مشہور- دروغ گورا حافظہ نباشد- کو اپنے اوپر صادق کر کے دکھادیا-

سوال (۷)- آپ ڈاکٹر کلارک کو ملے تھے یا نہیں-

جواب- ۱۸۹۵ء میں ڈاکٹر کلارک کو ملا تھا- اُسکے بعد کبھی نہیں ملا- بلکہ مجھے اُنسے شکایت اور رنج ہے کہ ایک خاص امر کے واسطے انکو ۱۸۹۵ء میں ملا تھا- اور اُنہوں نے میری ہمدردی نہ کی- اسکے ثبوت پر میرے پاس چٹھیات موجود ہیں- جن کو میں عدالت میں پیش کرسکتا ہوں-

سوال (۸)- آپ کے بھائی اُن سے ملے-

جواب- میرے علم میں وہ بھی اسکو نہیں ملے-

سوال (۹)- لیکھرام کے قتل کی بابت آپ کا کیا خیال ہے-

جواب- اسبات میں بھی میں نے اسّی صفحہ کا ایک آرٹیکل لکھا ہے- جو رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر الغایت ۲ جلد ۱۸ میں درج ہے- اُس کا خلاصہ یہ ہے- کہ لیکھرام کے قتل کی نشان دہی کا مرزا ذمہ وار ہے کیونکہ وہ بقول خود خدا تعالےٰ کو سو دفعہ بلاتا ہے تو خدا اُسکا

جواب دیتا ہے۔ پھر وہ خدا سے کیوں پوچھ نہیں دیتا۔ کہ لیکھرام کا قاتل کون ہے۔

سوال(۱۰)۔ ڈاکٹر کلارک کے حق میں مرزا نے سوائے اس پیشگوئی کے جو انجام آتھم کے صفحہ ۴۴ میں حرف ایف پر کی ہے۔ کوئی اور پیشگوئی بھی کی ہے۔

جواب۔ اس مضمون کی اور پیشگوئی نہیں کی۔ ہاں ایک اور مضمون کی پیشگوئی ڈاکٹر کلارک کی نسبت بشمول دیگر عیسائیوں کے کی ہے۔ مگر عدالت نے اس کی طرف توجہ کی نہ ڈاکٹر کلارک نے اسکو سنا۔ لہذا پیشگوئی درج اظہارات نہ ہوئی۔

ذیل میں وہ سوالات اور انکے جوابات درج ہوتے ہیں جو ہمارے دوست مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر نے قادیانی دجال و لامذہب کی تائید کی غرض سے خاکسار پر کئے تھے۔

سوال(۱۱)۔ بلحاظ مذہب آپ کون ہیں۔

جواب۔ میں سنی اہل حدیث ہوں۔

سوال(۱۲)۔ کیا ان لوگوں میں سے جنکو پہلے وہابی کہا جاتا ہے۔

جواب۔ ان جنکو پہلے غلطی سے وہابی کہا جاتا تھا۔

سوال(۱۳)۔ وہابیوں کے برخلاف دیگر مذاہب کے مسلمان حنفی شیعہ وغیرہ ہیں یا نہیں۔

(اس سوال پر میں نے اپنے دوست پلیڈر صاحب کو کہا کہ آپ کو جس حالت میں پہلے سوال میں بتایا گیا ہے کہ جن لوگوں کو غلطی سے وہابی کہا جاتا تھا وہ اہل حدیث ہیں۔ تو پھر آپ نے اس لفظ وہابی کو وجہ دل آزار سمجھا گیا ہے۔ اور گورنمنٹ نے اس لفظ کو دل آزار تسلیم کرکے سرکاری کاغذات میں اسکے استعمال کی ممانعت کردی ہے) دوبارہ کیوں بولا۔ آئندہ آپ یہ لفظ بولینگے تو (صاحب مجسٹریٹ سنتے ہیں) میں آپ پر نالش کرونگا۔ میرے اس قول کی تائید میں صاحب مجسٹریٹ نے بھی انکو اس لفظ کے استعمال سے منع کیا۔ تو آپ نے سوال کو بدل کر یہ سوال کیا کہ اہل حدیث کے برخلاف دیگر مذاہب کے مسلمان شیعہ و حنفی وغیرہ ہیں یا نہیں۔

پھر بھی عدالت نے اس سوال کو نامنظور کیا۔ اور مجھ سے جواب کا مطالبہ نہ کیا۔

اس مقام میں ہم اپنے دوست پلیڈر صاحب کو دوستانہ نصیحت کرنے اور اس کیطرف اُنکو توجہ دلانے کی غرض سے یہ کہنا ضروری جانتے ہیں کہ پلیڈر صاحب کو جب کبھی خوش قسمتی سے کسی مقدمہ مین اہل حدیث کے مقابلہ کا موقعہ ملتا ہی تو آپ بڑے شوق و ذوق سے حنفیت کا جوش دکھلانے کیلئے (گو دجال کادیانی کی (جو حنفیون اور اہلحدیث سب کا مخالف ہے) وکالت وحمایت کے وقت وہ جوش دب گیا تھا۔ جس کی وجہ ظاہر ہے) اہل حدیث کو وہابی کے لفظ سے یاد فرمایا کرتے ہیں۔ چنانچہ انارکلی لاہور کے مقدمہ مسجد متعلق جھگڑون کے وقت بھی بار بار یہی لفظ آپ کے دہان مبارک سے نکلتا تھا۔ باوجودیکہ وہ بھی افیشل موقعہ تھا نہ پرائیویٹ اس موقعہ پر وکیل صاحب کے اہل حدیث کو وہابی کہنے پر خاکسار اور کل اعیان اہل حدیث کو کمال رنج پہنچا۔ اور انکی دل آزاری ہوئی۔ جسپر بعض احباب نے ہمکو استغاثہ کی رغبت دلائی۔ مگر ہمکو یہ شعر یاد آیا جسنے استغاثہ سے روک دیا ؎ تو برائے وصل کردن آمدی ✦ نے برائے فصل کردن آمدی ✦ لہذا ہم نے بجائے اسکے کہ عدالت کیطرف رجوع کرین وکیل صاحب کی اس دل آزاری اور رنج دہی کا اپیل اُن ہی کے سامنے پیش کرنا۔ اور اس دوستانہ ریمارک کے ذریعہ آیندہ انکو اس لفظ کے استعمال سے رک جانے کی سفارش کرنا مناسب اور کافی سمجھا۔ وکیل صاحب سے امید ہے کہ وہ آیندہ کسی افیشل کارروائی میں اہل حدیث کو اس دل آزار لفظ وہابی سے یاد نہ فرماوینگے۔ گورنمنٹ کے قانون و احکام کی تعمیل و تعظیم وکیلوں سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ وکیل ہی اسکا خلاف کرینگے تو اورون سے اسکی تعمیل کیونکر ہوگی وکیل صاحب کو معلوم ہے کہ گورنمنٹ نے استعمال لفظ وہابی بحق اہلحدیث دل آزار سمجھکر حکماً بند کر دیا ہے چٹھی گورنمنٹ ہند نمبری ۱۷۵۸ مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۸۶ء و چٹھی گورنمنٹ پنجاب نمبری ۱۳۷ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۸۸۷ء وغیرہ وغیرہ شاہد ہین۔ جو مشتہر ہو چکی ہیں

(۱۲) سوال خونی کے پیاسے ہونے سے آپ کی کیا مراد ہی۔

جواب۔ اس سوال کا جواب صفحہ ۲۶۳ میں ادا ہو چکا ہے لہذا اسکے اعادہ کی حاجت نہین ہے۔

سوال (۱۵) - براہین احمدیہ پر ریویو کی آپ کے تصنیف سے ہے - اور اسمیں صلـــ ۱۷۶ لغایت صـــ ۱۸۱ کی عبارت جس پر حرف ڈ کا نشان ہے - آپ کی عبارت ہے ایسے جس میں مرزا غلام احمد کی طرف سے گورنمنٹ کو مطمئن کیا گیا ہے) اور مرزا کے والد نے غدر میں سرکار انگریزی کو مدد دی تھی - ؟

جواب - بیشک براہین احمدیہ پر ریویو مینے لکھا اور اوسکی عبارت زیر نشان حرف ڈ میری عبارت ہے - مگر میرا یہ خیال مرزا کی نسبت اسوقت تھا - جبکہ اُسنے مہدی ہونے کا دعوی نہ کیا تھا - اور جب سے یہ مہدی بن گیا ہے - میرا خیال اُسکی نسبت اچھا نہیں رہا جسکو مین اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۱۸ میں - اور اس سے پہلے بارہا ظاہر کرچکا ہون پھر مینے اپنے رسالہ مذکور اور اُسکی عبارت کا جس مین مینے خیال مذکور ظاہر کیا ہے - حوالہ و نشان دیا اور وہ رسالہ شامل کیا گیا - مگر ہمارے دست وکیل صاحب نے دجال کادیانی کو گورنمنٹ کی مخالفت سے بری کرنے کی غرض سے میری اس تشریح کے جواب میں فرمایا کہ ہمنے اس تشریح کا سوال نہیں کیا - اور اس وجہ سے یا اور وجہ سے میری وہ تشریح درج اظہارات نہیں ہوئے دجو مینے اس رسالہ کے صـــ ۱۹۳ میں درج کردی ہے - گورنمنٹ اور عامہ ناظرین اسکو ملاحظہ فرماویں

سوال (۱۶) - مرزا کی نسبت آپنے کفر کا فتوے دجو جلد ۱۳ - اشاعۃ السنہ میں درج ہے اور اسپر حرف یو کا نشان ہے لکھا ہے -

جواب - وہ فتوے علماء پنجاب و ہندوستان کا ہے - میں صرف اُسکا جمع کرنیوالا اور رسالہ کا ایڈیٹر ہون - اور میں خود بھی مرزا کو مسلمان نہیں جانتا - دہریہ سمجھتا ہون -

سوال (۱۷) - مولوی غلام قادر حنفی آپ کو فتنہ انگیز اور اہل حدیث کو کافر نہیں کہتے - ؟

جواب - مولوی غلام قادر مجھے فتنہ انگیز اور اہل حدیث کو کافر نہیں کہتے - وہ جب کبھی مجھے ملتے ہیں محبت سے ملتے ہین - سلام و مصافحہ کرتے ہیں -

سوال (۱۸) - آپ لوگون کی تحریرات اور تعلیمات کی وجہ سے لوگون میں تنازعات پیدا

نہیں ہوتے۔

جواب۔ تنازعات ہوتے ہیں۔ مگر ایسے نہیں جنسے خون ہوں۔ عدالت میں مقدمات بھی ہوتے ہیں۔ مگر فروعی اور جزئی اختلافات کی وجہ سے نہ اختلاف اصول مذہب کیوجہ سے جس سے ایک دوسریکا جانی دشمن ہوجاتا ہے۔

(۱۹) سوال۔ آپنے سلطان روم کی تائید میں کوئی کتاب لکھی ہے۔ اور کیا مرزا نے سلطان روم کے برخلاف لکھا ہے۔

جواب۔ مینے کوئی کتاب نہیں۔ بلکہ ایک آرٹیکل لکھا ہے۔ جو اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱۸ کے ایک ورق میں چھپا ہے۔ اور مرزا نے سلطان روم کے برخلاف ایک اشتہار لکھا ہے جو

وہ یہ ہے "امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت سلطان المعظم کی ہمدردیکا مشورہ" ایک مدت سے (جب سے کہ آرمینیا۔ کریٹ۔ اور یونان۔ وغیرہ کا ہنگامہ برپا ہوا۔) انگریزی اخبارات ولائت نے حضرت سلطان المعظم کی عالی جناب کی نسبت بے باکی اور دریدہ دہنی سے بدگوئی اختیار کی ہوئی ہے۔ اور یہ امر نہ صرف مسلمانوں کی دل آزاری اور رنجش کا موجب ہے۔ بلکہ سلطنت برطانیہ کے لئے بھی محل خوف واندیشہ ہے۔ کیونکہ اس سے مسلمانان رعایا برٹش گورنمنٹ کے دلوں میں (جو روے زمین اور تمام سلطنتوں کی مسلمان رعایا سے زیادہ ہیں۔) یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس بدگوئی میں برٹش گورنمنٹ خوش ہے۔ تب ہی ان اخبار نویسوں کو جو انکے ماتحت ہیں۔ اس بدگوئی سے منع نہیں کرتی۔ اور اس خیال سے انکے دلوں میں گورنمنٹ کی اطاعت اور جان نثاری کی ارادت میں کمی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اور بعض اوقات مسلمانوں کی قلم یا زبان سے ایسے الفاظ بھی نکل جاتے ہیں جن سے رنجش کی بو آتی ہے۔

واضح ہو کہ ہم کو اگرچہ اپنے دین و مذہب اسلام سے کمال ہمدردی ہے۔ اور اسکی نظر سے حضرت سلطان المعظم سے۔ بھر برٹش گورنمنٹ سے (جسکے ظل حمایت و امن میں ہم آباد ہیں۔ اور ادائے شعار مذہبی میں آزاد) ہمدردی ہے۔ اور بلحاظ پولیٹیکل تعلقات کے اس سلطنت کے والی سے

(تبلیغ رسالت جلد [illegible] صفحہ [illegible])

حسین کامی سفیر سلطان روم کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ وہ اشتہار اسی وقت پڑھا گیا۔ اور عدالت کو جتایا گیا کہ عرز سلطان کا مخالف ہے۔ اور خاکسار موافق۔ اس سوال

(بقیہ اشاعۃ السنہ نمبر ۹ صفحہ ۲۶۷)

ہمدردی ہے۔ لہذا ہم اپنے برادران اعیان اہل اسلام اور انکی پبلک کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ جابجا حضرت سلطان المعظم کی ہمدردی کے جلسے کریں۔ اور اس مضمون کے ریزولیوشن پاس کریں۔ کہ وہ قومی جمعیت و اتفاق کے ساتھ اپنی گورنمنٹ کے حضور میں اس مضمون کے میموریل روانہ کریں کہ حضرت سلطان المعظم کو کل طبقات مذاہب اسلامیہ بلحاظ مذہب اپنا خلیفہ جانتے ہیں۔ اور اسوجہ سے انکی توہین کو اپنے مذہب اسلام کی توہین سمجھتے ہیں۔ گورنمنٹ ان اخباروں کو اس بدگوئی و توہین سے روک دے۔ اور اپنی مسلمان رعایا کے رنج رسیدہ دل کو خوش کرے اور ان کے رنج و ملال کی اس خیال سے تلافی کرے جو اس بیت میں ظاہر کیا گیا ہے ؎ رعیت چو بیخ است و سلطان درخت ٭ درخت اے پسر باشد از بیخ سخت ٭۔ اور اپنی اس ارادت و عقیدت کی اطلاع حضرت سلطان المعظم کو بھی بذریعہ ایک جمہوری یادداشت کے دیں۔

بعض انگریزی اخباروں نے اور انکی تقلید سے مسلمان گرنا واقف و نادان اخبار نویسوں نے جو لکھدیا ہے کہ حضرت سلطان المعظم کو بعض اسلامی فرقے اپنا خلیفہ نہیں سمجھتے۔ یہ انکی غلطی ہے جو غلط فہمی پر مبنی ہے۔ شاید سب سے پہلے اشاعۃ السنہ کے جلد ششم وغیرہ میں یہ مسئلہ تو بیان ہوا ہے کہ حضرت سلطان المعظم خلیفہ نہیں۔ کیونکہ خلیفہ کا قریش سے ہونا شرط ہے۔ اور آپ ترک ہیں۔ قریش نہیں۔ مگر اس مسئلہ کے معنے یہ نہیں ہیں کہ حضرت سلطان المعظم بلحاظ مذہب بھی مسلمانوں کے خلیفہ نہیں بلکہ اسکے معنے تو اسی جلد میں یہ بتائے گئے ہیں کہ وہ پولیٹیکل تعلقات اور ملکی امور میں مسلمانان ہند کے خلیفہ نہیں۔ یہ تعلق مسلمانان ہند کو برٹش گورنمنٹ سے ہے۔

پس اگر ان اخبار نویسوں نے اشاعۃ السنہ ہی کے اس مسئلہ سے دھوکا کھایا اور سمجھ لیا تھا کہ حضرت سلطان المعظم مسلمانوں کے مذہبی خلیفہ نہیں ہیں تو وہ اس خیال کو واپس لیں اور یقین کر لیں کہ اشاعۃ السنہ حضرت سلطان المعظم کو بلحاظ مذہب اپنا ویسا ہی خلیفہ جانتا ہے جیسے کہ عرب اور ترکی میں وہ خلیفۃ المسلمین

(تمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۹ صفحہ ۲۶۱)

ہے اگر ہمارے دوست پلیڈر نے عدالت کو یہ جتانا چاہا ہو کہ یہ گواہ سلطان روم کا موافق ہے اور مرزا ان کا مخالف اس وجہ سے مرزا کو لائیل (وفادار) اور اس گواہ دخاکسار) کو ڈس لائیل دغیر وفادار) سمجھکر مرزا کے حق میں اُنکی شہادت قبول نہ کرنی چاہیئے۔ تو یہ امر دوستانہ شکایت او

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۷۰)

تسلیم کیجاتے ہیں۔ گو پولیٹکل طور پر وہ ہندوستانیوں کے خلیفہ نہیں ہیں۔

اس معنے کی مزید تشریح ہم عنقریب ایک مستقل مضمون میں کرینگے انشاءاللہ تعالےٰ۔ بالفعل ہم اسقدر لکھنا کافی سمجھتے ہیں کہ خلافت دو قسم ہے خلافت عامہ اور خلافت خاصہ۔ خلافت عامہ سے وہ ولائت یا حکومت عام مراد ہے جو ایک خلیفہ کو روئے زمین کے کل مسلمانوں پر مذہبی اور ملکی دونوں طور پر ہو۔ اس معنے خلافت سے تمام روئے زمین پر ایک ہی خلیفہ ہونا چاہیئے۔ اور اُسکا قریش سے ہونا لازم ہے۔ اور ہر ایک فرد بشر ہندوستان میں ہو خواہ عربستان یا افغانستان یا ترکستان میں رعایا ہوں یا صاحب حکومت اس خلیفہ کی اطاعت قبول کرنا واجب ہے۔ اور اُنکی بیعت کے بغیر ایک شب بسر کرنا حرام ہے۔ مگر اس صفت اور شرط معنے خلافت کا خلیفۃ المسلمین ایک عرصہ سے نہیں ہے بلکہ خاتمہ ہو گیا۔ دنیا سے مفقود ہے۔

خلافت خاصہ سے مراد ہر ایک بادشاہ سلطنت کی ملکی اور مذہبی سرداری ہے (جو خلافت عامہ کے مقابلہ میں خاص معنی میں ہے) اسمیں قریش ہونا شرط نہیں۔ اور یہ قسم خلافت ہر ایک صاحب سلطنت و شوکت حضرت سلطان المعظم۔ امیر صاحب والی افغانستان۔ امیر صاحب بخارا والی ایران وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ اور ان سب کی خلافت بلا مزاحمت ثابت و صحیح ہے۔ اور انکی رعایا پر ملکی اور مذہبی دونوں قسم کے امور میں انکی اطاعت واجب ہے۔

بلکہ اس خلافت کے مذہبی حصہ کی نظر سے ہر ایک ملک کے مسلمانوں کو ان سلطنتوں کے والیوں سے تعلق ہے۔ اور انکی ہمدردی واجب ہے۔ ان سب میں سے بڑھکر حضرت سلطان المعظم ہیں جو روئے زمین کے مسلمانوں کے متبرک معابد و مزارات اور انکے شعار مذہبی حج و عمرہ کے محافظ اور حامی ہیں۔

ان امور کی نظر سے کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ انکو اپنا خلیفہ و امیر و سردار نہ سمجھتا ہوگا

کمال افسوس کا موجب ہے اور صحیح تر یہ تعجب سے کہا جاسکتا ہے کہ اس سوال میں - پلیڈر صاحب نے اپنی خفیت چھوڑ اسلام کا بھی پاس نہ کیا - اور سلطان روم کی ہمدردی کو ڈس لائلٹی ٹھہرا دیا - اور فرط حمیت دجال کادیانی نے آنسے اپنی اس ہمدردی حضرت سلطان المعظم کو بھلا دیا جو جلسہ عام اہل اسلام یکم جون ۱۸۹۷ء میں ان سے سرزد ہوئی تھی جسکا ذکر اخبار چودہویں صدی راولپنڈی کے پرچہ ۲۳ جون ۱۸۹۷ء میں ہے - جس کی نقل[1] حاشیہ میں ہے - اس صورت میں

---

[1] وہ یہ ہے "روئداد جلسہ ہمدردی سلطنت روم منعقدہ لاہور" یکم جون ۱۸۹۷ء کو ایک اشتہار "جنگ روم و یونان کے متعلق مسلمانوں کو مژدہ" کے عنوان سے منشی محمد ضیاء الدین خانصاحب پریزیڈنٹ انجمن اسلامیہ سیکرٹری محمڈن ایجوکیشنل کلب لاہور کیطرف سے شائع ہوا - اور اسی روز شام کو ۶ بجے شمس الہند پریس میں قریباً ۷۰۰ ہزار مسلمان ہر طبقہ اور ہر درجہ کے جمع ہوئے جس میں اکثر رؤسائے عمایداور علماء و فضلا اور بیرسٹر و وکلا وغیرہ بھی شریک تھے ۶ بجے کارروائی جلسہ شروع ہوئی پہلے مولانا مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے وعظ فرمایا - اس کے بعد شیخ میران بخش صاحب بیرسٹر ایٹ لا کی تحریک - اور منشی محرم علی صاحب چشتی کی تائید اور دیگر صاحبان کی اتفاق راے سے مولوی محمد فضل الدین صاحب پلیڈر و میونسپل کمشنر لاہور پریزیڈنٹ قرار پائے - اور چیئرز کے ساتھ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے - مولوی صاحب موصوف نے ایک مختصر مگر جامع تقریر میں اس عقیدت و محبت کا جو کل مسلمانوں کو اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کے ساتھ ہے ذکر کیا - اور مختصر طور پر جنگ کے واقعات بیان کئے اور مولوی صاحب ممدوح نے ترکوں کے اس شفقت آمیز اور نیک سلوک کا جنکی تعلیم اسلام نے دی ہے - اور جو انہوں نے ہزیمت خوردہ اور مفتوح یونانیوں سے کیا ہے - خاص طور پر ذکر فرمایا - اور بڑے زور سے فرمایا کہ ہمکو اپنی مہربان گورنمنٹ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہیے جس نے اپنی مہربانی سے ہمکو ایسی آزادی دی ہے - کہ ہم اپنے مذہبی اور قومی فرائض کو بہ آزادی تمام انجام دے سکتے ہیں - اور جس کی وجہ سے آج ہم اپنے خلیفہ وقت کی فتح پر اظہار مسرت کیواسطے

بقیہ حاشیہ بر صفحہ (۲۶۳)

بلیڈ رصاحب کو یہ خیال آیا کہ حضرت سلطان کی ہمدردی برٹش گورنمنٹ کی ڈپلومیسی کیونکر ہوسکتی ہے۔ جس حالت میں ہم (خود بدولت) یہ ہمدردی ایک جلسہ عام مین ظاہر کر چکے ہیں۔ اور وہ اخبارون مین شائع ہوچکی ہے کیا اس سوال کیوقت مولانہ حمایت ...

بقیہ اشتہار صاحب صفحہ (۲۴۲)

جمع ہوئے ہیں۔

مولویصاحب نے اپنی فاضلانہ تقریر مین ان نوجوانون کا خاص طور پر ذکر کیا جنہون نے اس جلسہ کا اشتہار وغیرہ دیا اور انتظام کیا (یعنے ممبران محمڈن ایجوکیشنل کلب) اور فرمایا کہ چونکہ وقت بہت کم ہے اسلئے جو صاحب رزولیوشن پیش کرین یا تائید کرین وہ اپنی تقریرین بہت اختصار کو ملحوظ رکھین۔ اس کے بعد مولویصاحب بیٹھ گئے۔ اور مفصلۂ ذیل رزولیشن بعد مختصر تقریرون کے پاس ہوئے۔ آخیر پر ۱۰۱ گولے آتشبازی کے چلائے گئے۔ اور شاہ ایران جو بیمار ہین ان کی صحت و تندرستی کے واسطے دعا کی گئی۔ اخیر پر تین چیرز حضرت سلطان المعظم کے واسطے دیئے گئے اور تین حضور قیصرہ ہند کے واسطے اور جلسہ برخاست ہوا۔

رزولیوشن اول

پیش کیا۔ منشی محرم علی صاحب چشتی نے۔

تائید کی منشی محمد شمس الدین صاحب شائق مالک شمس الہند پریس ایڈیٹر اینگلو ورنیکلر پیپر نے

یہ جلسہ مسلمانان پنجاب کی طرف سے اعلے حضرت خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کے ساتھ اس جنگ کے متعلق دلی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ جو اعلےحضرت کو یونان کی زیادتی کے باعث مجبوراً کرنا پڑا۔ اور جو دلی عقیدت و محبت و ارادت مسلمانون کو اعلےحضرت خلیفۃ المسلمین کے ساتھ ہے۔ اس کے لحاظ سے اس نمایان فتح و نصرت پر صدق دل سے مبارکباد عرض کرتا ہے۔ جو حضور ممدوح کو یونانیون کے مقابل حاصل ہوئی ہے۔ اور یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ اس مضمون کی مبارکباد حضرت سلطان المعظم کی خدمت مین بھیجی جلئے۔

بقیہ اشتہار صاحب صفحہ (۲۴۲)

نہیں نے پلیڈر صاحب کا ولی خیال اور نکاشس ان سے چھین لیا۔ اور اس بیت کا مصداق

بنا دیا۔ ؎ چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد + صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد +

یا اس سوال سے انکی غرض کوئی اور ہے جو ہمدردی سلطان المعظم کو ڈس لائلٹی ٹھہراتی ہوا ہے یا کہ انکی ...

(۲۰) سوال۔ لیکھرام کے قتل کی بابت جو کچھ آپ نے کہا ہے کہاں سے اخذ کیا ہے۔

جواب۔ لیکھرام کے قتل کی بابت جو کچھ مینے کہا ہے۔ وہ میں نے مرزا کی تحریرون

سے اخذ کیا ہے۔ میں مرزا کو لیکھرام کا قاتل نہیں کہتا۔ اسکی سازش کا مدعی نہیں وہ وہ مذہبی فتنہ

کا ذمہ وار ہے (چنانچہ سوال نمبر ۶ کے جواب میں کہا گیا ہے)

(۲۱) سوال۔ مرزا کے مریدون کی تعداد کس قدر ہے۔

رزولیوشن دوم

پیش کیا۔ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے۔

تائید کی۔ مولوی تاج الدین احمد صاحب مختار عدالت سیکرٹری انجمن نعمانیہ لاہور نے۔ تائید ثانی

کی۔ منشی محمد حفیظ صاحب نے۔

یہ جلسہ حضرت سلطان المعظم افواج کی اس کارروائی کو نہایت قابل تحسین سمجھتا ہے کہ باوجود

یونانیوں کے وحشیانہ سلوک کے انہوں نے حسب الحکم حضور اقدس یونانی مجروحین و افواج

اور قیدیون اور مفتوح شہروں کے باشندون سے پوری پوری اسلامی احکام کے مطابق

نرمی اور شفقت سے سلوک کیا۔ اور اسطرح اسلام کی خوبیوں کا ایک زندہ نمونہ غیر اسلامی

اقوام کے سامنے پیش کیا۔

رزولیوشن سوم

پیش کیا۔ منشی محمد شمس الدین صاحب سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور نے۔

تائید کی۔ شیخ الہی بخش صاحب بی۔ اے۔ نے۔

یہ جلسہ برادران اسلام کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جو اس فی سبیل اللہ معرکہ میں حضرت سلطان

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۶۲)

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۰۵)

جواب - اس کی تحریرون سے معلوم ہوتا ہے - کہ اسکے مرید و پیروان کی تعداد حسب ایک فہرست کے تین سو تیرہ ۳۱۳ ہے - ایک تحریر میں تین سو ستائیس ۳۲۷ -

سوال (۲۲) - سوائے ان مریدون کے تمام مسلمان لوگ ہندوستان میں مرزا کے برخلاف ہیں تو یہ ان کو کیونکر کاٹ سکتے ہیں -

اس سوال کو عدالت نے نامنظور کیا - تاہم میں نے اُسوقت یہ جواب دیا - کہ مین نے یہ نہیں کہا - کہ وہ کاٹ سکتے ہیں - صرف یہ کہا ہے - کہ وہ کاٹنے کو جائز رکھتے ہیں - کاٹنا اُسوقت ہو سکتا ہے جب جمعیت و شوکت ہو - یہ جواب اسلئے درج اظہارات نہیں ہوا - کہ وہ سوال غیر متعلق سمجھ کر عدالت نے رد کر دیا تھا -

سوال (۲۳) - عبدالحمید کو آپنے دیکھا -

جواب - میں نے ۱۸۹۷ء - اگست کو اس کو ایک عیسائی کے ساتھ دیکھا تھا - اس سے میری بات چیت کوئی نہیں ہوئی -

---

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۶۴)

المعظم کی حمایت کی غرض سے یونانیون کے مقابلہ کے لئے شامل ہوے - اور جنہون نے پوری پوری داد مردانگی دی اور اپنی اسلامی حمیت اور ایمانی جوش کا کامل ثبوت دیا -

رزولیوشن چہارم

پیش کیا منشی عبدالرشید صاحب چشتی نے -

تائید کی منشی اعجاز حسین صاحب بی - اے - نے -

"یہ جلسہ جنوبی ہندوستان کے ان ہندو صاحبان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے جنہون نے اس مبارک موقعہ پر حضور سلطان المعظم کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی - اور ان کی خدمت میں تہنیت کا ایڈریس بھی ارسال کیا - اور یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ ان ہندو صاحبان کی خدمت میں شکریہ کا مراسلہ بھیجا جائے -"

سوال (۲۴) - ڈاکٹر کلارک کے مرنے سے مرزا کو فایدہ ہوگا۔؟

جواب - ڈاکٹر کلارک کے متعلق مرزا کی پیشگوئی ہو یا نہ ہو مرزا اس سے فائدہ اٹھائیگا کہ یہ میرا مخالف تھا اسلئے فوت ہوگیا۔ جیسا کہ اُسنے عبداللہ آتھم کے مرجانے سے فایدہ اٹھایا تھا باوجودیکہ وہ اسکی میعاد مقررہ کے بعد فوت ہوا۔ ایسا ہی وہ میرے مرجانے سے فائدہ اٹھائیگا اور اپنی کرامت بنا لیگا۔

سوال (۲۵) - کیا آپ عیسائی مذہب کے برخلاف ہیں۔

جواب میں عیسائی مذہب کے برخلاف ہون۔ مگر نہ ایسا کہ صرف مخالفت مذہبی کیوجہ سے ان کو کاٹ ڈالنے کا فتویٰ دون یا ان کی جان و مال کو تلف کرنے کو تجویز کردن۔ بلکہ میں اس مخالفت کیوجہ سے ان کے خیالات کو رد کرتا ہون۔ اور کرونگا۔ ان کو وعظ کے ذریعہ سے فہمائش کرونگا۔ خواہ سو برس تک مخالف رہین۔

ہمارے دوست پلیڈر صاحب اس سوال سے اگر عیسائی مذہب کی مخالفت کو بھی ایک عیب موجب جرح ٹھیرا کر عیسائی مجسٹریٹ کو یہ جتانا چاہا کہ یہ شخص تمہارے مذہب کا مخالف ہے۔ اسکی شہادت کو وقعت نہ دینی چاہیے۔ تو اسمیں اپنے کانشنس و اسلام اور اپنے خداداد ایمان کا (جو وہ رکھتے ہین) خلاف کیا۔ اور یہ نہ سوچا کہ میں بھی تو عیسائی مذہب کا مخالف ہون۔ اور میرے مذہب حنفی کے کل اشخاص عوام و خواص عیسائی مذہب کے مخالف ہیں۔ پھر میں عیسائیت کی مخالفت کو عیب کیون ٹھہراتا ہون۔ اور اگر اس سوال سے وکیل صاحب کی کوئی اور غرض ہے۔ تو اس کو بیان کرکے ہمکو ممنون کریں۔ اور اس احتمال اول الذکر کو دور کرین۔ جو ظاہر اُنکے سوال سے پیدا ہوتا ہے۔

اور منجملہ ان مسلمانون کے جو مجبورانہ کشش سے مقدمہ مین بحیثیت گواہ شامل ہوگئے ازاں دوسرے شخص یہی وکیل صاحب ہیں جنکو ان کے پیشہ وکالت اور غالبا فیس نے یا کسی اور وجہ نے مجبور کیا۔ کہ وہ اس مذہب کے وکیل و حامی بن گئے۔ ورنہ اُن کا مذہب حنفی اس وکالت کا ...

وحمائیت کی اجازت نہ دینا تھا پلیڈر صاحب کی اس وکالت سے بہت سے مسلمان ناراض اور شاکی ہوئے اور اب تک ہین۔ جنکے خیالات کا اظہار اخبار جعفر زٹلی لاہور ۲۸ ستمبر ۱۸۹۷ء میں ہوا ہے۔ چنانچہ اسمیں لکھا ہے:۔

"آخیر میں ہم اپنے معزز دوست مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر سے دوستانہ گلہ کرنا چاہتے ہیں کہ اُنہون نے کیون ایسے ملعون کی پیروی کی جس حالت میں کہ وہ خود اسکے خیالات کے مخالف اور ایک پکے مسلمان ہیں۔ ہمنے مانا کہ اُنکا پیشہ ایسا ہی ہے۔ کہ بعض اوقات اُنہین مسلمانون کے مخالف اور غیر اہل اسلام کی طرف سے عدالت میں پیش ہونا پڑتا ہے۔ لیکن وہ اور معاملہ ہے۔ وہ دنیا کے لوگ کہلاتے ہین اور اسلام سے دشمنی نہیں رکھتے۔ اور نہ وہ مقدمات مذہبی ہوتے ہیں۔ گو یہ مقدمہ بھی مذہبی مقدمہ نہ تھا۔ لیکن ایک دشمن اسلام کا مقدمہ ضرور تھا اسواسطے مولوی صاحب کو ایسے آدمی سے جیسا کہ ہمیں یقین ہے کوئی دلی ہمدردی نہیں۔ ہم بہت خوش ہوتے۔ اگر مولوی صاحب اپنے فائدہ کو چھوڑ کر ایک مخرب اسلام کو بچانے کی کوشش نہ کرتے"۔

ان لوگون کی ناراضی کی وجہ ایک تو یہی ہے۔ جو اخبار زٹلی لاہور میں بیان ہوئی ہے کہ وہ مسلمان پھر سُنی حنفی ہو کر کیون اس مرتد کے حامی اور وکیل بنے۔ دوسری وجہ وکیل صاحب کی وہ باتیں جو ان کے اُس خیال واعتقاد کے مخالف اور حق کے برخلاف اس دجال کی حمایت میں اُنکی زبان سے نکلے ہیں جن کی تشریح بضمن جواب سوال نمبر (۱۹ و ۲۵) ہو چکی ہے وکالت کا جبر نقصان تو اب ممکن نہیں۔ ہان ان باتون سے جو نقصان پیدا ہو اور مسلمانونکو رنج پہنچا ہے۔ اسکا جبیرہ وکفارہ ممکن ہے۔ (اگر وکیل صاحب توجہ کرین) اور وہ یون ہو سکتا ہے کہ وکیل صاحب اب اسلامی اخبار میں مشتہر کر دین (۱) کہ بیشک عبارت آئینہ کمالات سے کادیانی کا خونناک ہونا ثابت ہوتا ہے۔ (۲) اور اہل حدیث ہندوستان کے اہل حدیث وہابی نہیں ہیں۔ (۳) اور حضرت سلطان روم کی ہمدردی برٹش گورنمنٹ کی

لائلٹی کے مخالف نہین - یہ ہمدردی ہم خود کر چکے ہیں - [۴] اور عیسائی مذہب سے ہمکو اور کل اشخاص مسلمانون کو مخالفت ہے - مگر اس مخالفت سے کوئی خوفناک نتیجہ پیدا نہیں ہو سکتا - خوفناک نتیجہ اُسی مخالفت کا ہے - جو کادیانی کو اپنے مخالفین سے ہے - جسپر اُس نے مخالفین کا کاٹا جانا اور اُنکے جان و مال کو تلف کرنا تجویز کیا ہوا ہے -

اور منجملہ اُن مسلمانون کے جو اس مقدمہ کی وجہ سے کشمکش میں مبتلا ہو گئے ہیں - اکثر عوام ہیں جو نہ اسلام کے اصول و مسائل سے واقف ہیں - اور نہ کادیانی کے خیالات و مقالات پر اطلاع رکھتے ہین - وہ اپنی اسی ناواقفی کی وجہ سے کبھی تو کادیانی کو ایک مسلمان سمجھکر اور اسکے مقابل فریق کو عیسائی سمجھ کر ہماری شہادت پر اپنا افسوس و رنج ظاہر کرتے ہیں - اور کبھی ہمارے خادم الاسلام اور خیرخواہ اہل اسلام ہونے کے اعتقاد و خیال سے ہمارے فعل کے حامی اور مصدق ہو جاتے ہیں - اُن حضرات کے رفع تذبذب اور تردد کی غرض سے ہم اسقدر کہنا ضروری جانتے ہین کہ اوّل تو خاکسار اس شہادت کے لئے اختیار سے عدالت مین نہین پہنچا - بلکہ عدالت کے اجبار سے جو درحقیقت کادیانی کیطرف سے ہوا تھا - چنانچہ صفحہ (۲۶۱) مین بیان ہو چکا ہے پیش ہوا تھا - اور اگر مین اپنے ارادہ اور اختیار سے پیش ہوتا - تو بھی محل اعتراض نہ ہوتا - کیونکہ کادیانی گو بظاہر مدعی اسلام ہے - مگر درحقیقت وہ منکر اسلام و لامذہب و زندیق ہے - جس کے کفر و ارتداد پر جمہور کو علمائے پنجاب و ہندوستان کا اتفاق ہو چکا ہے - چنانچہ فتوٰی مندرجہ جلد ۱۳ - اشاعۃ السنہ اسپر شاہد ہے - اس فتوے میں اُسکے کفر و ارتداد کی وجوہات کافی و مفصل بیان ہوئی ہیں - حضرات معترضین و مترددین ان وجوہات کو ملاحظہ فرماوین - تو یقین کر ینگے اور ایمان لاوینگے کہ یہ شخص مسلمان نہین ہے - بلکہ مرتد و لامذہب ہے - جسکا ضرر بحق اسلام ان مخالفین اسلام سے بڑھ کر ہے - جو علانیہ مخالفت اسلام کے مدعی ہین -

اسمقام مین ہم اس فتوے کیطرف ناظرین کو توجہ دلانے کی غرض سے بطور مشتے نمونہ خروارے و اندکے از بسیارے - اسکی بعض وجوہات کفر بیان کرتے ہین -

(۱) یہ زندیق و مرتد اپنے ازالہ کے صفحہ ۶۷۳ و ۶۷۷ میں نبوت و رسالت کا مدعی ہے اور صاف لکھ چکا ہے - کہ جس احمد رسول کی بشارت انجیل میں آئی ہے - وہ میں ہوں - جو حضرت احمد ہوں - نہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو احمد ہونے کے ساتھ محمد بھی کہلاتے ہیں (۲) - اور یہ زندیق و مرتد اپنے ازالہ کے صفحہ ۶۹۱ وغیرہ میں یہ کفر بکتا ہے - کہ آنحضرت دجال و خر دجال و دابۃ الارض و ابن مریم و یاجوج ماجوج کی حقیقت کماحقہ نہیں جانتے تھے - جو میں جانتا اور بیان کر چکا ہوں (۳) - اور یہ زندیق ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵ و ۷ میں حضرت مسیح کے حق میں یہ الفاظ لکھ چکا ہے - کہ اُنکی تین نانیاں اور دادیاں کسبیاں تھیں - اور وہ جھوٹ بولتے تھے - اور لوگوں کو گالیاں دیا کرتے تھے (۴) اور یہ زندیق اپنے ازالہ کے صفحہ ۳۰۹ و ۳۰۵ میں یہ کفر بک چکا ہے کہ ابن مریم کے مشہورہ معجزات مُردوں کو زندہ کرنا اور مٹی سے جانور بنانا وغیرہ وغیرہ مسمریزم کا عمل تھا - میں اس فعل کو مکروہ و قابل نفرت نہ سمجھتا تو اس فعل میں ابن مریم سے کم نہ رہتا - وعلے ہذا القیاس -

اسکی اِن باتوں کو سُنکر اور اُسکی ناپاک تصانیف میں ان کو ملاحظہ فرما کر ہر ایک مسلمان جو قرآن اور پہلی کتابوں پر اور آنحضرت اور پہلے انبیاء پر یقین و ایمان رکھتا ہو - یقین کرے گا کہ یہ مرتد انبیاء علیہم السلام کی سخت توہین کرنے والا ہے - اور آنحضرت پر رسالت ختم ہونیکا منکر ہے - اسکی ان باتوں کو سُننے اور اسکی کتابوں میں دیکھ لینے کے بعد اُسکو مسلمان سمجھنے والا خود مسلمان نہیں رہتا - اور یہ دجال اسلام کو ضرر پہنچانے میں یہودیوں و نصرانیوں سے بڑھ کر ہے - وہ کُھلے دشمن اسلام ہیں - جنکے ضرر سے ہر ایک مسلمان بچ سکتا ہے - اور یہ چھپا دشمن اسلام ہے - جسکے ضرر سے بچنا ناواقف مسلمانوں کے لئے سخت دشوار ہے - چنانچہ آیت

انہ یراکم ھو و قبیلہ من حیث لا ترونھم (سورہ اعراف ع ۳) قال مالک بن دینار ان عدوا یراک و لا	منقولہ حاشیہ میں ہے - کہ شیطان اور اُسکی جماعت تمکو وہاں سے دیکھ رہے ہیں - جہاں کہ تم اُن کو نہیں دیکھتے - مالک بن دینار نے

تراہ لشدید المؤنتہ الا من عصم اللہ
(معالم صـ ٣٣٧)

اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے۔ کہ جو دشمن دیکھے۔ اور تم اُسکو نہ دیکھو۔ اس سے بچنا نہایت مشکل ہے۔

اور منجملہ ان مسلمانون کے جو اس مقدمے کے سبب کشمکش میں پڑے ہیں۔ وہ لوگ وہ لوگ بھی ہیں جو خاکسار کی شہادت کے متعلق دجال کادیانی کی مشہور کردہ یہ باتین کہ اُسکو عدالت میں کُرسی نہیں ملی۔ اور پھر وہ خود بخود کرسی پر جا بیٹھا۔ تو پولیس نے اس کُرسی چھین لی۔ پھر وہ کسی کی چادر لیکر اسپر بیٹھ گیا۔ تو وہ بھی چادر والے نے اُسکے نیچے سے کھینچ اور نکال لی۔ اور عدالت میں اُسکی توہین ہوئی۔ اور اس سے کادیانی کی وہ پیشگوئی صادق ہوئی۔ جو اسکے حق مین کادیانی نے کی تھی۔ انی مھین من اراد اھانتک وغیرہ وغیرہ سُنکر تذبذب و تردد مین پڑے ہوئے ہین۔ اور اب تک بذریعہ چٹھیات و زبانی سوالات خاکسار سے اس کی اصلیت و کیفیت پوچھ رہے ہیں۔

ان حضرات کے رفع تردد و کشمکش کے لئے خاکسار یہ بیان کرنا ضروری جانتا ہے کہ یہ سب بہتانات و ہذیانات اسی دجال کادیانی کی من گھڑت ڈھکوسلے ہین۔ جو اس بے حیا اس دجال نے پہلے اپنے نائبوں کے ذریعے پھر اپنی کتاب البریۃ مین مشتہر کرائی ہیں۔ جو از سر تا پا کذب و دروغ بے فروغ ہیں۔ خدا تعالے ان باتون کے گھڑنے والے اور ان کو شایع کرنے والون سب پر لعنت کرتا ہے اولئک یلعنھم اللہ و یلعنھم اللاعنون۔ اور حقیقت الامر ان مفتریات کے برخلاف یہ ہے۔ کہ جب خاکسار عدالت کے احاطہ میں پہنچا تو مین نے اپنا وزٹ کارڈ (ملاقاتی ٹکٹ) صاحب مجسٹریٹ کے پاس بھجوا دیا۔ اسوقت دوسرے شخص کے اظہار ہو رہے تھے۔ اسلئے صاحب مجسٹریٹ نے اردلی کو حکم دیا کہ اُنکو باہر کے کمرے مین کُرسی دیکر بٹھاؤ۔ (یہ بات مجھے اُسوقت اردلی نے بتائی تھی۔ اور اس کے بعد ڈاکٹر کلارک کی ایک چٹھی سے بھی معلوم ہوئی۔ اور پھر جب

دو دفعہ ستمبر ۱۸۹۷ء میں بمقام امرتسر اور اپریل ۱۸۹۸ء میں بمقام پٹیالہ انسے ملاقات ہوئی تو انہوں نے زبانی بھی کہی۔
جب میں عدالت میں پیش ہوا۔ تو حسب دستور عام (جو اظہارات کے وقت ہر شخص سے خواہ کیسا ہی عالی رتبہ ہو لفٹنٹ گورنر یا گورنر جنرل یا سیکرٹری آوف سٹیٹ یا وزیر اعظم انگلینڈ کیوں نہو) برتا جاتا ہے۔ وہ اظہار کے وقت کھڑے ہو کر اظہار دیتے ہیں۔ اور ایسا ہی دجال کادیانی کو تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب وہ ملتان کی عدالت میں ناظم ہند کی شہادت میں کیا گیا تھا پیش آیا تھا) میں نے کھڑے ہو کر اظہار لکھوایا۔ پھر جب میں اظہار سے فارغ ہوا۔ تو پہلے کیطرح کرسی پر آبیٹھا آخر میں نماز عصر کا وقت آگیا۔ تو میں نے اپنے بھائی صاحبوں نے نماز پڑھنے کے لئے فرش منگوایا انہوں نے ایک شخص کا جو انکا آشنا تھا۔ کپڑا لے کر بھیجدیا۔ میں نے کرسی چھوڑ کر اس کپڑے پر نماز کو ادا کیا۔ بعد نماز میں اس خیال سے کہ میری کرسی کے پہلو میں حکیم نورالدین و شیخ رحمت اللہ (جو کادیانی کے پیرو ہوجانے سے پہلے ہمارے آشنا تھے) زمین پر دری بچھا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بنظر عام اصول اخلاق کرسی چھوڑ کر اسی کپڑے پر بیٹھا رہا۔ اتنے میں وہ شخص کپڑے کا مالک آیا۔ اور بولا کہ میں اپنی جگہ کو جانیوالا ہوں اسلئے اپنا کپڑا لینا چاہتا ہوں۔ تو میں نے کپڑا انکو دیدیا۔ اور پھر مجبوراً اس اخلاقی اصول کا خلاف کر کے اسی کرسی پر جا بیٹھا۔ یہ امر دجال کادیانی کی پارٹی پر جو وہاں جمع تھے بڑا شاق گذرا۔ اور غالباً انہوں نے پولیس کے ایک سپاہی کو بہکایا۔ تو وہ آکر بولا۔ کہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس رانا صاحب آئے ہیں۔ انکے لئے کرسی کی حاجت ہے۔ آپ اجازت دیں۔ تو یہ کرسی انکے واسطے لیجاؤں۔ میں نے وہ کرسی چھوڑ دی اور جو تھوڑی دور اسی کمرہ کے متصل دوسری کرسی پڑی تھی اس پر جا بیٹھا۔ پھر میں نے یہ خیال کیا کہ غالباً اس سپاہی نے وہ کرسی کسی مرزائی کی شرارت اور حرامزدگی سے مجھسے لی ہے۔ وہ دوسری کرسی خود بخود چھوڑ دی اور ایک اور کپڑا اپنے بھائیوں سے منگا کر اسپر بیٹھ گیا۔ اتنے میں صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ نے سب کو رخصت کر دیا۔ کرسی کا اصلی حال یہ ہے جسکو ان بیحیاؤں نے کچھ کا کچھ بنا لیا۔ اور اپنی تحریرات کے ذریعے جابجا مشتہر کیا۔

حضرات ناظرین میں کہیں کا جاگیردار نہیں۔ بڑا مالدار نہیں۔ سرکاری ملازم نہیں بلکہ ایک گوشہ نشین قومی خادم ہوں۔ تاہم عام مسلمانوں کا خادم اور فرقہ اہل حدیث کا ریپرزینٹیٹو سمجھکر گورنر جنرل اور لفٹنٹ گورنر اور انکے ماتحت حکام مجھے کرسی دیتے ہیں۔ اور انکے دربار وغیرہ جانیکا اتفاق ہوتا ہے۔ تو وہاں بھی کرسی ملتی ہے۔ پھر اگر عدالت میں بوقت اظہار مجھے کرسی نہ ملی (جو کسی کو بھی نہیں ملتی۔ اور خود دجال کادیانی کو عدالت ملتان میں نہیں ملی) تو اسمیں کونسی توہین ہوئی۔ جسکو دجال کادیانی اور اسکے اتباع شیطانی اسپر لون مرچ لگاکر اور بغلیں بجاکر شہرت دے رہے ہیں۔

حضرات توہین تو وہ ہے جو اس غلط تشہیر کے تھوڑے ہی دنوں بعد دجال کادیانی کو نصیب ہوئی۔ اور بیت ؎

دیدی کہ چوں ناحق پروانہ شمع را + چنداں اماں نداد کہ شب راسحر کند

کی تصدیق ہوگئی۔ یہ دجال ملتان کی شہادت سے فارغ ہوکر لاہور میں پہنچا۔ اور لکھی طوائف کی بیٹھک میں سنہری مسجد کے متصل ٹھیرا۔ اور ملا محمد بخش صاحب مہتمم اخبار جعفر زٹلی اور منشی امام الدین صاحب نے اس دجال کو اسکے کفریات پر بحث کرنے کے لئے للکارا۔ تو دُم دباکر بھاگ گیا۔ اور اُسکے بھاگنے پر شہر کے لڑکے اُسکے پیچھے ہولئے۔ اور تالیاں بجاتے اور وہ بھاگا پکارتے ہوئے دہلی دروازہ سے باہر نکال کر واپس ہوئے۔ چنانچہ پرچہ اخبار جعفر زٹلی لاہور مورخہ ۶؍ ۱۸۹۷ء میں کہا ہے۔

"مرزا کادیانی لاہور میں۔ مرزاجی دورہ کرتے ہوئے ۲۹۔ اکتوبر کو لاہور میں پہنچے سنہری مسجد کے سامنے لکھی طوائف کے مکان پر اُترے۔ ہر چند ہمنے انکو مباحثہ کے لئے کہا۔ مگر وہ اپنی کرتوتوں سے مقابلہ میں نہ آئے اور نہ کسی قسم کے مسئلہ کا جواب دیکے بات یہ ہے کہ مرزاجی زیادہ تر زبانی جمع خرچ اپنے پیٹ کے لالچ سے ہر وقت کرتے رہتے ہیں اور اپنے دعوے کے ثبوت میں تین کانے بھی نہیں رکھتے۔ غرض کہ مرزاجی جیسے آئے تھے

ویسے ہی یک بینی و دوگوش گاڑی میں بیٹھ کر رفوچکر ہوئے۔ لاہور کے عام ہندو و مسلمان تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ لوگوں نے آپسے سخت نفرت ظاہر کی۔ اور آپ کا چہرہ دیکھنا بھی پسند نہ کیا۔ جب مرزا جی سوار ہوئے تو لڑکوں نے تالیاں پیٹیں اور یہ کہنا شروع کیا کہ مرزا کی بو ــــ ی الخ

اب ہم دجال کادیانی اور اسکے بیچارے اتباع سے جو الہام کادیانی داحتلام شیطانی "انی مھین من اراد اھانتک" کو بار بار بڑے ہاتھ پوچھتے ہیں کہ یہ الہام کس کے حق میں ہوا تھا اور کس پر صادق آیا۔ وہ کچھ شرم و حیا کا شمہ سکھتے ہونگے تو صاف الفاظ میں جواب دینگے کہ وہ کادیانی کو اپنے ہی حق میں ہوا۔ اور برطبق دست خود دہان خود اسی پر صادق آیا۔

قصہ کرسی کے متعلق کادیانی کے اشتہار ۷ مارچ ۱۸۹۶ء کا ذکر و جواب

قصہ کرسی کے متعلق کادیانی کے مفتریات مذکورہ اور اسی قسم کے اور چند جھوٹی باتیں اسکی کتاب البریت میں مشتہر ہوئیں تو ایک خط نمبر ۱۱۲ مورخہ ۲ فروری ۱۸۹۶ء ذریعہ اس کے ان باتوں کے ثبوت پر شہادت طلب کیگئی اور لکھا گیا کہ ایک مجلس میں بمقام لاہور یا بٹالہ یا گورداسپورہ منجملہ ان اشخاص کے جنکو وہ اپنا گواہ بناتا ہے دو یا تین شخصوں کی شہادت پیش کرے۔ اسکے جواب میں اُسنے اشتہار ۷ مارچ ۱۸۹۶ء جاری کیا جسمیں ہماری بات و سوال کا تو ذکر تک نہ کیا۔ اور بجواب اسکے یہ لکھا کہ میری گواہوں سے تم خود ہی شہادت طلب کر کے کسی جلسے میں پیش کرو یا مجھ پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کرو۔

ہر چند اسکا جواب نامعقول و بلا صواب تھا کیونکہ کسی گواہ کی شہادت پیش کرنا اُسی شخص کا کام ہے جو اُسکو اپنا گواہ بنا دے نہ اسکے مقابل کا کام اور نالش کرنا بھی حق پر ہونیکا لازمہ نہیں ہے۔ بہت شریف دنیا میں ایسے ہیں جو لوگوں سے مال اور آبرو کا نقصان اٹھاتے ہیں پر عدالت کے دروازہ تک نہیں جاتے۔ تاہم خاکسار نے بعض لوگوں سے جنکا نام اسنے درج اشتہار کیا تھا بذریعہ خطوط اور بعض کو اپنے پاس بلا کر شہادت حاصل کی۔ اور وہ شہادت تحریری میرے پاس موجود ہے۔ اور میری صلاح پختہ ہو گئی تھی کہ اسپر نالش دائر کروں اور اسکو جیلخانہ کی سیر کراؤں۔ مگر مجھے حضرت علی مرتضے کا وہ مشہور قصہ یاد آ گیا کہ آپنے ایک دشمن کافر سے مقابلہ کیا تو اسکو نیچے گرا دیا جب آپ اُسکی چھاتی پر بیٹھ کر اُسکو قتل کرنے لگے تو اس کمبخت نے آپکے منہ مبارک پر تھوک دیا۔ تب آپنے اُسکو صاف چھوڑ دیا جس سے وہ متعجب ہو کر وجہ پوچھنے لگا تو آپنے فرمایا جبتک تو نے مجھپر تھوکا نہ تھا میرا تجھ سے مقابلہ اور غصہ محض خدا کیلئے تھا اور جب تو نے تھوکا تو مجھے اپنے نفس کیوجہ سے غصہ آ گیا لہذا میں نے اُسکا نافذ کرانا

پسند نہ کیا اور تجھے چھوڑ دیا۔ آپکا یہ فعل اس دشمن کافر کے اسلام کا باعث ہو گیا۔

اس قصہ کو خیال میں لاکر میں نے سوچا کہ اس سے پہلے تو اس دجال سے مقابلہ محض للہ اور صیانۃً لدین اللہ تھا۔ اور اب کُرسی کے قصہ میں اس دجال نے میری ذات پر حملہ کیا ہے تو مجھے اس سے اپنا ذاتی رنج بھی پیدا ہو گیا ہے۔ لہٰذا باقتدا حضرت علیؓ مرتضےٰ اس سے درگذر کر جانا مناسب ہے۔

یہی بات بعینہٖ (بلا ذکر قصہ حضرت علیؓ) ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب نے کہی۔ کہ مجھے کادیانی کی جھوٹی باتوں کے مقابلہ میں عدالتیں شہادت دینے سے کوئی عذر نہیں۔ مگر اس مقدمہ کو جسمیں آپ کا ذاتی تعلق ہو گیا ہے عدالت میں لے جانا آپ کی شان سے بعید ہے مجھے ڈاکٹر صاحب کے اس قول سے زیادہ شرم آگئی کہ ایک شخص غیر مذہب اور کادیانی کا مخالف ہو کر مجھے یہ نصیحت کرتا ہے تو اب میرے لئے عدالت میں جانا مناسب نہیں ہے۔ یہ بھی مجھے خیال آگیا کہ لاہور میں اس دجّال پیچھے تالیاں بجیں۔ لڑکون نے اس کی گت بنائی جس کا ذکر صفحہ ۲۸۳ میں ہوا ہے۔ اور اخبار جعفر زٹلی میں ہمیشہ اُس کی خدمت ہوتی رہتی ہے۔ پھر یہ دجال ہو کر۔ کافر مرتد کہلا کر صبر کرتا ہے۔ اور نالش کا نام نہیں لیتا۔ تو ہم کو مسلمان اور مسلمانوں کے وکیل ہو کر صرف اس کی ذاتی بدگوئی کی سبب نالش کی طرف متوجہ ہونا کب مناسب ہے۔ اور اگر دجال کادیانی میری اس اعراض کو اپنی حقانیت اور میرے ناحق پر ہونے کی دلیل بنالے اور پھر وہ اشتہار کے ذریعہ سے نالش کی درخواست کرے۔ تو ناچار بنظر حقاق حق و ابطال باطل عدالت کیطرف رجوع کیا جائیگا انشاء اللہ تعالےٰ اگر مخلص دوست اس امر کی اجازت و مشورہ بذریعہ تحریر دیں +

اس مضمون کے بعد مضمون چودہویں صدی کے فرضی بزرگ کی جھوٹی معذرت کو درج کرنیکا ارادہ اور صفحہ ۱۹۴ میں اُسکا وعدہ تھا مگر سود کے متعلق ایک ضروری فتوےٰ جسمیں ان دو سوالوں کے جواب ہیں کہ کیا ہندوستان دار الحرب ہے اور اگر ہے تو ہمیں ہندوؤن عیسائیون وغیرہ سے سود لینا جائز ہے۔ پیش آگیا جس نے مضمون معذرت کیلئے جگہ نہ چھوڑی لہٰذا وہ مضمون ملتوی کیا گیا۔ اس التوا کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اخبار جعفر زٹلی نے اس معذرت کی خوب قلعی کھولدی ہے۔ بلکہ